Al-Azhār

Volume 10, Issue 02 (July-Dec, 2024)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: https://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/22

URL: https://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/557

Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.17364454

Title Islamic Rulings Regarding Spies in Wartime: The Legitimacy of Decision-Making Based on Circumstantial Evidence and Indicators

Author (s): Khizar Hayat,Dr. Ahmad Hassan Khattak,Inayat Ur Rehamn

Received on: 26 January, 2024

Accepted on: 27 March, 2024

Published on: 25 Dec, 2024

Citation: "Khizar Hayat,Dr. Ahmad Hassan Khattak,Inayat Ur Rehamn "Islamic Rulings Regarding Spies in Wartime: The Legitimacy of Decision-Making Based on Circumstantial Evidence and Indicators."vol.10, Issue No.2 (2024)P:1-23

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Islamic Research Index

INTERNATIONAL scientific indexing

DRJI

Masader

ALMANHAL

ASIAN Research Index

Crossref

EBSCO

Google Scholar

Click here for more

جنگی حالات میں جاسوسوں سے متعلق شرعی احکام: قرائن وشواہد کی بنیاد پر فیصلہ سازی کا جواز

"Islamic Rulings Regarding Spies in Wartime: The Legitimacy of Decision-Making Based on Circumstantial Evidence and Indicators"

*Khizar Hayat

**Dr. Ahmad Hassan Khattak

***Inayat Ur Rehamn

Abstract

This study examines the Islamic judicial decision regarding spies during war, and its validity in decision making on the basis of circumstantial evidence (qarā'in) and testimonies. The espionage is classified in classical Islamic jurisprudence as an extreme betrayal (khiyahanah) that can jeopardize the life and safety of the state as well as the citizens. The Quran and Sunnah do not permit spying and especially infidelity in terms of trust and support of enemy. Nevertheless, the Islamic jurists like al-Sarakhsi, Ibn Taymiyyah and Ibn al-Qayyim highlighted that in special cases, good and sound circumstantial evidence could be a valid basis of judicial decisions particularly in cases where there is no first-hand testimony or confession. The paper discusses the classical paradigm of evidence under Islamic law, in which testimony (shahada), confession (iqrar), and corroborative indications are regarded as instruments of evidence. It also shows the dogmatic disagreements between the four Sunni schools of law on the punishment of spies, between execution and discretionary (ta'zīrī) punishment. Special emphasis is put on the works of Ibn Taymiyyah, al-Siyasah al-Shar'iyyah, and that of Ibn al-Qayyim, al-Turuq al-Hukmiyyah, which highlights the importance of powerful circumstantial indicators in the context of justice and the protection of the common good. The study is also about the influences of the practice of prophecy and history that formed the law on the meaning of espionage by using the example of Ḥātib ibn Abī Balta'ah. Besides this, the work also interacts with such recent issues as digital espionage, internet surveillance, the acceptability of new technological evidence like electronic recordings and computer patterns. Through juxtaposition of Islamic values with the principles of international humanitarian law, specifically the Geneva Conventions, the study indicates some areas of convergence and divergence in the treatment of spies in the context of armed conflict. The results indicate that Islamic jurisprudence is naturally flexible and can accommodate contemporary means of evidence, as long as these are not subjected to forgery and manipulation. The paper concludes decision using strong circumstantial evidence is not only permissible but required in times of warfare that is due to the nature of espionage that is clandestine. Finally, the study highlights the timeless applicability of Islamic law to modern security challenges without violating justice, fairness, and exalted values of Sharia (maqasid al-sharieah).

Keywords: *Islamic Jurisprudence, Espionage (Jāsūs), Circumstantial Evidence (Qarā'in), Testimony (Shahādah), Confession (Iqrār), Wartime Security, Shariah and Modern Law*

....

** Islamic Studies Scholar, Department of Islamic Studies,HITEC University Taxila Cantt, Punjab, Pakistan.*

***Assistant Professor, Deparrtment of Islamic Studies,HITEC University Taxila, Cantt, Punjab, Pakistan.*

****PhD Islamic Studies Scholar, Department of Islamic Studies,HITEC University Taxila Cantt, , Pakistan.*

تعارف:

جنگی حالات میں جاسوسی کے جرائم سے نمٹنا اسلامی فقہ کا ایک نازک اور پیچیدہ پہلو ہے، جس میں شرعی احکام کے ساتھ ساتھ عصری تقاضوں کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ تاریخی طور پر، اسلامی ریاستوں نے جاسوسی کے مقدمات میں قرائن اور شواہد کو اہمیت دی ہے، خاص طور پر ایسے معاملات میں جہاں براہ راست گواہی دستیاب نہ ہو۔ امام ابن تیمیہ نے "السیاسۃ الشرعیۃ" میں اس بات پر زور دیا ہے کہ قرائن مضبوط اور معتبر ہونی چاہئیں، کیونکہ یہ عدالت کے فیصلوں کی بنیاد بنتی ہیں ۔ جدید دور میں، جاسوسی کے طریقے بدل گئے ہیں، جیسے ڈیجیٹل جاسوسی اور خفیہ ریکارڈنگ، لیکن اسلامی اصولوں کے مطابق، ان قرائن کی شرعی حیثیت کا تعین کرتے وقت ان کی صداقت اور تحریف سے تحفظ کو یقینی بنانا ضروری ہے۔ اس تحقیق کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ جنگی حالات میں جاسوسوں کے خلاف شرعی احکام کو قرائن و شواہد کی روشنی میں واضح کیا جائے اور ان کے جواز کو اسلامی فقہ کی روشنی میں پرکھا جائے۔

اس تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ جاسوسی کے مقدمات میں قرائن و شواہد کی شرعی حیثیت کا جائزہ لیا ہے اور یہ دیکھا کہ کیا قرائن کی بنیاد پر فیصلہ سازی اسلامی اصولوں کے مطابق جائز ہے۔ نیز، اس بات کا تعین کرنا بھی ضروری ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے حاصل کیے گئے شواہد، جیسے ڈیجیٹل ریکارڈنگز اور الیکٹرانک دستخطوں، کو کس طرح شرعی عدالتوں میں قبول کیا جاسکتا ہے۔ امام سرخسی نے "المبسوط" میں لکھا ہے کہ قرائن کا استعمال اس صورت میں جائز ہے جب وہ واضح اور مضبوط ہوں، اور ان میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہ ہو ۔ نیز، اس تحقیق میں یہ بھی جاننا مقصود ہے کہ کیا جنگی حالات میں جاسوسوں کے خلاف سزائیں دینے کے لیے قرائن کو واحد ثبوت کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے، یا پھر اس کے لیے اضافی ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس تحقیق کے طریقہ کار میں اسلامی فقہ کی بنیادی کتب، جیسے "المبسوط" از امام سرخسی، "السیاسۃ الشرعیۃ" از ابن تیمیہ، اور "السیر" از امام محمد بن حسن شیبانی، کے علاوہ جدید فقہی آراء کا بھی جائزہ لیا ہے۔ نیز، بین الاقوامی قوانین، خاص طور پر جنیوا معاہدات، کا موازنہ اسلامی اصولوں سے کیا ہے، تاکہ یہ دیکھا جاسکے کہ کیا اسلامی فقہ اور بین الاقوامی قوانین کے درمیان ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے ۔ مصادر میں حدیث کی کتب، جیسے سنن ترمذی اور سنن ابی داؤد، کے علاوہ معاصر فقہی تحقیقات بھی شامل ہیں۔ اس تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسا جامع نظریہ پیش کرنا جو نہ صرف شرعی اصولوں پر پورا اترے بلکہ عصری تقاضوں کو بھی مد نظر رکھے۔

1۔ جاسوسی کا مفہوم اور اقسام

لغوی اعتبار سے عربی زبان میں "جاسوسی" کا لفظ "جَس"[1] سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ٹٹولنا، کھوج لگانا یا تلاش کرنا۔ اصطلاحی طور پر جاسوسی سے مراد کسی ریاست، گروہ یا ادارے کے خفیہ اسرار کو غیر قانونی طریقے سے حاصل کرنا یا انہیں دشمن تک پہنچانا ہے۔ اسلامی فقہ کی روایت میں جاسوسی کو "جرمِ خیانۃ"[2] کے زمرے میں رکھا گیا ہے، جو امانت میں خیانت کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔ تاریخی مصادر میں جاسوسی کی مذمت میں واضح احکامات ملتے ہیں، خاص طور پر جنگی حالات میں دشمن کو معلومات فراہم کرنے کو سنگین جرم قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں تجسس سے منع فرمایا گیا ہے: "وَلَا تَجَسَّسُوا" [3] جو خفیہ طور پر معلومات حاصل کرنے کی ممانعت پر دلالت کرتا ہے[4]

جنگی اور غیر جنگی حالات میں جاسوسی

جنگی حالات میں جاسوسی کی سزا زیادہ سخت ہوتی ہے، جیسا کہ امام شافعی نے "الأم"[5] میں لکھا ہے کہ جنگی جاسوس کو فوری سزا دی جائے۔ غیر جنگی حالات میں جاسوسی کے ثبوت کے لیے زیادہ سخت معیار ہوتے ہیں، اور عدالتی کارروائی ضروری ہوتی ہے۔ فقہاء کے مطابق جنگی جاسوس کو قیدی کا درجہ حاصل نہیں ہوتا، جبکہ غیر جنگی حالات میں جاسوسی کے مرتکب فرد کو قانونی تحفظ حاصل ہوتا ہے[6]۔ بین الاقوامی اسلامی قانون میں جاسوسی کے حوالے سے واضح ہدایات موجود ہیں، جو جنگی اخلاقیات کا حصہ ہیں۔ تاریخی طور پر اسلامی ریاستوں میں جنگی جاسوسی کو انتہائی سنگین جرم سمجھا جاتا تھا اور اس کی سزا قتل تھی، جیسا کہ ذیل کی عبارت میں مذکور ہے: الجاسوس إن كان حربياً فهو مباح الدم يقتل على أي حال بإجماع الفقهاء.7" جاسوس اگر حربی ہو تو وہ مباح الدم ہے، اسے ہر حال میں قتل کیا جا سکتا ہے، اور اس پر فقہاء کا اجماع ہے۔"

دشمن اور داخلی جاسوسوں میں فرق

دشمن جاسوس وہ ہوتا ہے جو بیرونی قوتوں کے لیے کام کرتا ہے، جبکہ داخلی جاسوس اپنے ہی ملک یا گروہ کے خلاف خفیہ معلومات فراہم کرتا ہے[8]۔ داخلی جاسوسی کو اسلامی فقہ میں زیادہ سنگین جرم سمجھا جاتا ہے، کیونکہ یہ امانت میں خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔ امام ابن تیمیہ نے "السیاسۃ الشرعیۃ"[9] میں واضح کیا ہے کہ داخلی جاسوس کی سزا دشمن جاسوس سے زیادہ سخت ہونی چاہیے، کیونکہ اس نے اپنے ہی لوگوں کے ساتھ غداری کی ہے۔ تاریخی مصادر میں

داخلی جاسوسی کی متعدد مثالیں ملتی ہیں، جن میں سے بعض کا تعلق رسول اللہ ﷺ کے دور میں منافقین سے بھی ہے۔ داخلی جاسوسوں کے خلاف کارروائی میں ثبوت کے سخت معیار ہوتے ہیں، اور انہیں کسی بھی صورت میں معاف نہیں کیا جانا چاہیے[10]۔

2۔ اسلامی شریعت میں جاسوسی کی ممانعت

اسلامی شریعت میں جاسوسی کی ممانعت کی بنیادی دلیل سورہ الحجرات کی آیت 12 ہے، جہاں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے" :**یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا**[11] "۔ اس آیت میں "لَا تَجَسَّسُوْا" (تجسس نہ کرو) کے الفاظ سے واضح طور پر جاسوسی سے منع کیا گیا ہے۔ امام قرطبیؒ اپنی تفسیر "الجامع لأحکام القرآن"[12] میں لکھتے ہیں کہ تجسس سے مراد دوسروں کے پوشیدہ عیوب کی تلاش کرنا ہے، جو معاشرے میں بدگمانی اور انتشار کا باعث بنتا ہے۔ اسی طرح امام فخر الدین رازی "مفاتیح الغیب"[13] میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت مسلمانوں کے باہمی تعلقات میں اعتماد اور احترام کو برقرار رکھنے کی ضمانت ہے۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں اس آیت کی شرح میں لکھا ہے کہ تجسس در حقیقت شیطانی وسوسوں کا نتیجہ ہے جو انسان کو اپنے بھائی کے عیوب تلاش کرنے پر اکساتا ہے[14]۔

سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں مثالیں

نبی اکرم ﷺ کی متعدد احادیث میں جاسوسی کی واضح ممانعت آئی ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا "[15] بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے، اور نہ ٹوہ لگاؤ اور نہ جاسوسی کرو ۔ امام نووی "ریاض الصالحین" میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث تجسس کے تمام پہلوؤں کو حرام قرار دیتی ہے[16]۔ ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :**مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ** ☐☐ جس نے کسی مسلمان کے عیب کو ڈھانپا، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے عیب چھپائے گا۔ امام ابن حجر عسقلانی "فتح الباری" میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مسلمان کی نجی زندگی کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہے[18]۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ ، وَلَمْ يُفْضِ الإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ : لا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ ، وَلا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ ، فَإِنَّهُ مَنْ

تَتَبَّعَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ ، تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ ، وَمَنْ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ ، فَيَفْضَحَهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ"19

"ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے وہ گروہ جو صرف اپنی زبان سے ایمان لائے ہیں مگر ایمان ان کے دلوں تک نہیں پہنچا، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور نہ ہی ان کی عیوب کا پیچھا کرو۔ جو شخص مسلمانوں کی عیوب تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی عیوب تلاش کرے گا، اور جس کی عیوب اللہ تلاش کرے گا اسے بے نقاب کر دے گا، چاہے وہ عیب اس کے سوار کے اندرونی حصّے (یعنی جہاں تک پوشیدہ ہو) ہی کیوں نہ ہو۔"

فقہاء کی آراء

امام ابو حنیفہ "کتاب الآثار"20 میں لکھتے ہیں کہ تجسس حرام ہے سوائے اس کے کہ کوئی شرعی مصلحت موجود ہو۔ امام مالک "موطا"21 میں فرماتے ہیں کہ مسلمان کے عیوب کو ڈھانپنا فرض ہے اور انہیں تلاش کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ امام شافعی "الأم"22 میں لکھتے ہیں کہ تجسس کی ممانعت کا مقصد معاشرتی امن وامان کو قائم رکھنا ہے۔ امام احمد بن حنبل "المسند"23 میں لکھتے ہیں کہ جاسوسی کے ذریعے حاصل کردہ معلومات کو ثبوت کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔ امام ابن تیمیہ "الفتاوی الکبریٰ"24 میں لکھتے ہیں کہ تجسس کے فقط دو حالات میں جائز ہے: اول، جب کسی کے ظلم کا اندیشہ ہو، دوم، جب شرعی عدالت میں ثبوت کی ضرورت ہو۔

3۔ جنگی حالات میں دشمن کے ساتھ تعلقات

اسلامی ریاست اور دشمن ریاست کے درمیان تعلقات کی نوعیت کا تعین شریعت کے اصولوں کے مطابق ہوتا ہے۔ امام محمد بن الحسن الشیبانی اپنی کتاب "السیر الکبیر"25 میں لکھتے ہیں کہ اسلامی ریاست کا دشمن ریاست کے ساتھ بنیادی تعلق جنگ یا صلح کی بنیاد پر ہوتا ہے، اور یہ تعلقات مصلحت اور شرعی تقاضوں کے تحت تشکیل پاتے ہیں۔ ابن قیم الجوزیہ "زاد المعاد"26 میں واضح کرتے ہیں کہ دشمن ریاست کے ساتھ تعلقات میں سب سے اہم اصول یہ ہے کہ مسلمانوں کے مفادات اور سلامتی کو ترجیح دی جائے۔ تاریخی طور پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قبائل کے ساتھ معاہدات کیے، جن میں سے بعض معاہدے محدود مدت کے لیے تھے، جبکہ بعض مستقل نوعیت کے تھے۔

دار الاسلام اور دار الحرب کے تناظر میں

دارالاسلام اور دارالحرب کے درمیان تعلقات کا تعین فقہی اصولوں کے مطابق ہوتا ہے۔ امام سرخسی "المبسوط"[27] میں دارالحرب کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دارالحرب وہ علاقہ ہے جہاں کافروں کی حکومت ہو اور مسلمانوں کے لیے جان و مال کا تحفظ موجود نہ ہو۔ ابن عابدین "رد المحتار"[28] میں لکھتے ہیں کہ دارالاسلام اور دارالحرب کے درمیان تعلقات کی نوعیت کا انحصار اس بات پر ہے کہ دونوں کے درمیان جنگ کی کیفیت کیا ہے۔ اگر دارالحرب کے ساتھ صلح کا معاہدہ ہو تو اسے دارالعہد کہا جاتا ہے، جہاں مسلمان محفوظ طریقے سے تجارت اور دیگر معاملات انجام دے سکتے ہیں۔

معاصر بین الاقوامی حالات میں اطلاق

موجودہ بین الاقوامی حالات میں دارالاسلام اور دارالحرب کے تصورات کے اطلاق کے حوالے سے فقہاء کے درمیان مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنی کتاب "اسلام اور اہل کتاب"[29] میں لکھتے ہیں کہ موجودہ دور میں بیشتر غیر مسلم ممالک دارالعہد کی حیثیت رکھتے ہیں، کیونکہ ان کے ساتھ مسلم ممالک کے سفارتی اور تجارتی تعلقات موجود ہیں۔ امام ابن تیمیہ "السیاسۃ الشرعیۃ"[30] میں لکھتے ہیں کہ اگر غیر مسلم ممالک مسلمانوں کے ساتھ امن کے معاہدات پر عمل کرتے ہیں تو ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کیے جا سکتے ہیں۔ معاصر دور میں بین الاقوامی قوانین کے تحت جنگی حالات میں بھی شہریوں کے تحفظ کے لیے ضوابط موجود ہیں، جو اسلامی اصولوں کے مطابق ہیں [31]۔

4۔ جنگی جاسوسی کے خطرات

جنگی جاسوسی اسلامی ریاست کی سلامتی کے لیے شدید خطرات کا باعث بنتی ہے۔ امام محمد بن الحسن الشیبانی اپنی کتاب "السیر الکبیر"[32] میں لکھتے ہیں کہ دشمن کی جاسوسی کاریں ریاست کے دفاعی نظام کو کمزور کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ ابن قیم الجوزیہ "زاد المعاد"[33] میں واضح کیا ہیں کہ جاسوسی کے ذریعے حاصل کردہ معلومات دشمن کو فوجی برتری حاصل کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ امام سرخسی "المبسوط"[34] میں لکھتے ہیں کہ جنگی جاسوسی نہ صرف فوجی نقصان بلکہ معاشی اور سماجی تباہی کا بھی سبب بنتی ہے۔

ریاستی سلامتی پر اثرات

جنگی جاسوسی ریاستی سلامتی کے تمام پہلوؤں کو متاثر کرتی ہے۔ امام ماوردی "الأحکام السلطانیۃ"[35] میں لکھتے ہیں کہ جاسوسی کے ذریعے حاصل کردہ معلومات دشمن کو ریاست کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا موقع فراہم کرتی ہیں۔

ابن تیمیہ "السیاسۃ الشرعیۃ"[36] میں واضح کرتے ہیں کہ جاسوسی اسلامی ریاست کی خود مختاری اور آزادی کے لیے سنگین خطرہ ہے۔امام ابن حزم "المحلی"[37] میں لکھتے ہیں کہ جاسوسی کے خلاف سخت اقدامات اسلامی ریاست کی سلامتی کے لیے ناگزیر ہیں۔

5۔فقہ اسلامی میں جرم کے ثبوت کے اصول

فقہ اسلامی میں شہادت کو جرم کے ثبوت کا اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔امام سرخسی "المبسوط"[38] میں لکھتے ہیں کہ شہادت کی قبولیت کے لیے گواہ کا عادل ہونا ضروری ہے۔امام نووی "روضۃ الطالبین"[39] میں واضح کرتے ہیں کہ گواہ کی عدالت اور ضبط دونوں کا ہونا ضروری ہے۔امام ابن قیم الجوزیہ "الطرق الحکمیۃ"[40] میں لکھتے ہیں کہ شہادت کے لیے گواہوں کی تعداد اور ان کے حالات کا جاننا ضروری ہے۔

اعتراف بطور ثبوت

اعتراف کو فقہ اسلامی میں جرم کے ثبوت کا اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔امام ابن تیمیہ "الفتاوی الکبریٰ" [41] میں لکھتے ہیں کہ اعتراف کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ وہ آزادانہ اور رضامندی سے کیا گیا ہو۔امام ابن حزم "المحلی"[42] میں واضح کرتے ہیں کہ اعتراف کرنے والا عاقل اور بالغ ہونا چاہیے۔ مجلہ احکام العدلیہ میں مذکور ہے: " يُشْتَرَطُ أَنْ يَكُونَ الْمُقِرُّ عَاقِلًا بَالِغًا فَلِذَلِكَ لَا يَصِحُّ إِقْرَارُ الصَّغِيرِ وَالصَّغِيرَةِ وَالْمَجْنُونِ وَالْمَجْنُونَةِ وَالْمَعْتُوهِ وَالْمَعْتُوهَةِ ، وَلَا يَصِحُّ عَلَى هَؤُلَاءِ إِقْرَارُ أَوْلِيَائِهِمْ وَأَوْصِيَائِهِمْ ، "[43]۔یہ شرط ہے کہ اقرار کرنے والا عاقل اور بالغ ہو،اسی لیے نابالغ لڑکے اور لڑکی، مجنون مرد اور عورت،اور کم عقل مرد و عورت کا اقرار درست نہیں۔اوران لوگوں کی طرف سے ان کے اولیاء یا وصی کا کیا ہوا اقرار بھی درست نہیں ہوتا۔

6۔ابن تیمیہؒ کا موقف

امام ابن تیمیہؒ نے اپنی تصانیف میں قرائن کو شرعی دلیل کے طور پر استعمال کرنے پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔وہ "الصارم المسلول"[44] میں لکھتے ہیں کہ قرائن ایسے ثبوت ہیں جو حقیقت کی طرف واضح اشارہ کرتے ہیں،خاص طور پر ایسے جرائم میں جو خفیہ طریقے سے کیے جاتے ہوں۔ان کے نزدیک قرائن کی بنیاد پر فیصلہ کرنا در حقیقت عدل کے تقاضوں میں سے ہے، بشرطیکہ قرائن واضح اور مضبوط ہوں۔امام ابن تیمیہؒ "الفتاوی الکبریٰ"[45] میں مزید وضاحت کرتے ہیں کہ جاسوسی جیسے خفیہ جرائم میں براہ راست شہادت کی عدم موجودگی میں قرائن ہی فیصلے کی بنیاد بن سکتے ہیں۔ان کا کہنا ہے

کہ قاضی کو چاہیے کہ وہ تمام قرائن کو جمع کرے اور ان کا تجزیہ کرے، کیونکہ بعض اوقات قرائن براہ راست ثبوت سے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔

جاسوس کے جرم کی نوعیت

ابن تیمیہؒ جاسوسی کو "جرم خیانۃ" کے زمرے میں قرار دیتے ہیں، جو امانت میں خیانت کے مترادف ہے۔ وہ "السیاسۃ الشرعیۃ"[46] میں لکھتے ہیں کہ جاسوسی اسلامی ریاست کے خلاف سنگین جرم ہے، کیونکہ اس سے ریاستی سلامتی کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک جاسوس کی نیت اور جرم کی شدت کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ اگر جاسوسی سے ریاست کو شدید نقصان پہنچا ہو تو سزا سخت ہونی چاہیے، ورنہ تعزیری سزا کافی ہے۔ امام ابن تیمیہؒ "منہاج السنۃ"[47] میں واضح کرتے ہیں کہ جنگی جاسوس کو قیدی کا درجہ حاصل نہیں ہوتا، اور اسے فوری سزا دی جا سکتی ہے۔

سزا کے نفاذ میں حکمت

ابن تیمیہؒ سزا کے نفاذ میں حکمت اور مصلحت کو بنیادی اہمیت دیتے ہیں۔ وہ "اقتضاء الصراط المستقیم"[48] میں لکھتے ہیں کہ سزا کا بنیادی مقصد معاشرتی اصلاح ہے، نہ کہ محض انتقام۔ ان کے نزدیک جاسوس کو سزا دینے سے پہلے اسے توبہ کا موقع دینا چاہیے، بشرطیکہ اس سے ریاستی مفادات کو خطرہ نہ ہو۔ امام ابن تیمیہؒ "الفتاوی الکبریٰ[49]" میں مزید وضاحت کرتے ہیں کہ حاکم کو چاہیے کہ وہ حالات اور مصلحت کے مطابق سزا طے کرے۔ ان کا کہنا ہے کہ سزا میں نرمی یا سختی کا انحصار مجرم کی نیت، جرم کی نوعیت اور اس کے نتائج پر ہونا چاہیے۔

7۔ابن قیمؒ کا نقطۂ نظر

امام ابن قیم الجوزیہؒ اپنی معروف کتاب "الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ" میں قرائن کو شرعی دلیل کے طور پر استعمال کرنے کے حوالے سے تفصیلی بحث پیش کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ شریعت میں قرائن کو قانونی حیثیت حاصل ہے، خاص طور پر ایسے جرائم میں جو خفیہ طریقے سے کیے جاتے ہوں، جیسے جاسوسی۔ ابن قیمؒ کے نزدیک قرائن ایسے ثبوت ہیں جو حقیقت کی طرف واضح اشارہ کرتے ہیں، اور ان کی بنیاد پر فیصلہ کرنا در حقیقت عدل کے تقاضوں میں سے ہے۔ وہ مزید وضاحت کرتے ہیں کہ جاسوسی جیسے خفیہ جرائم میں براہ راست شہادت کی عدم موجودگی میں قرائن ہی فیصلے کی بنیاد بن سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ واضح اور مضبوط ہوں[50]۔

جاسوس کے خلاف عملی فیصلے

ابن قیمؒ جاسوسی کو "جرمِ خیانۃ" کے زمرے میں قرار دیتے ہیں، جو امانت میں خیانت کے مترادف ہے۔ وہ "السیاسۃ الشرعیۃ"[51] میں لکھتے ہیں کہ جاسوسی اسلامی ریاست کے خلاف سنگین جرم ہے، کیونکہ اس سے ریاستی سلامتی کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ ابن قیمؒ کے نزدیک جاسوس کی سزا حالات کے مطابق ہونی چاہیے: اگر جاسوسی سے ریاست کو شدید نقصان پہنچا ہو تو سزا سخت ہونی چاہیے، ورنہ تعزیری سزا کافی ہے۔ وہ "أحکام أهل الذمۃ"[52] میں واضح کرتا ہیں کہ جنگی جاسوس کو قیدی کا درجہ حاصل نہیں ہوتا، اور اسے فوری سزا دی جاسکتی ہے۔

تعزیری اختیارات کی وضاحت

ابن قیمؒ تعزیری اختیارات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حاکم کو حالات کے مطابق سزا طے کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ وہ "إعلام الموقعین "[53] میں بیان کرتے ہیں کہ تعزیری سزائیں درحقیقت اجتماعی مصلحت پر مبنی ہونی چاہئیں، اور ان کا مقصد محض سزا دینا نہیں بلکہ معاشرتی اصلاح ہے۔ ابن قیمؒ کے نزدیک جاسوس کو سزا دینے سے پہلے اسے توبہ کا موقع دینا چاہیے، بشرطیکہ اس سے ریاستی مفادات کو خطرہ نہ ہو۔ وہ "الفتاوی الکبریٰ" [54] میں مزید وضاحت کرتا ہیں کہ حاکم کو مجرم کی نیت، جرم کی نوعیت اور اس کے نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرنا چاہیے۔ امام ماوردی کے حوالے سے وہ کہتے ہیں کہ تعزیری سزائیں نہ صرف مجرم کو سزا دینے کے لیے، بلکہ معاشرے کو اس جرم سے بچانے کے لیے بھی ہونی چاہئیں [55]۔

8۔ ائمہ اربعہ کے ہاں جاسوس کا حکم

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جاسوسی کو حرابۃ (ڈاکہ زنی) کے قبیل سے قرار دیا گیا ہے اور اس کی سزا قتل ہے، خواہ جاسوس مسلم ہو یا غیر مسلم 56۔ امام مالکؒ "المدونۃ" 57 میں فرماتے ہیں کہ جاسوس اگر جنگی حالات میں پکڑا جائے تو اسے قیدی کا درجہ حاصل نہیں ہوتا اور اسے فوری سزا دی جاسکتی ہے۔ امام شافعیؒ "الأم" 58 میں لکھتے ہیں کہ جاسوسی کی سزا حالات کے مطابق ہونی چاہیے، اگر اس سے ریاست کو شدید نقصان پہنچا ہو تو قتل کی سزا دی جاسکتی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ "المسند" 59 میں بیان کرتے ہیں کہ جاسوس کی سزا حاکم کے تعزیری اختیارات میں شامل ہے اور وہ حالات کے مطابق سزا طے کر سکتا ہے۔

اہلِ حدیث اور مالکیہ کی آراء

اہل حدیث کے نزدیک جاسوسی کو بغاوت کے زمرے میں رکھا جاتا ہے اور اس کی سزا شدید ہونی چاہیے، مالکیہ کے ہاں جاسوس اگر مسلم ہو تو اسے توبہ کا موقع دیا جا سکتا ہے، لیکن اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے 60۔ اہل حدیث کے علماء کے نزدیک جاسوسی کا جرم ارتداد کے قریب ہے، کیونکہ اس میں مسلمانوں کے اسرار دشمن تک پہنچائے جاتے ہیں 61۔ مالکی فقہاء کا کہنا ہے کہ جاسوس کی سزا میں حاکم کو وسعت حاصل ہے اور وہ حالات کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے 62۔

اختلافی نکات کا تجزیہ

فقہاء کے درمیان بنیادی اختلاف جاسوس کی سزا کی نوعیت پر ہے۔ بعض فقہاء اسے حرابۃ کی طرح کا جرم سمجھتے ہیں جس کی سزا قتل ہے، جبکہ بعض اسے تعزیری سزاؤں کے زمرے میں رکھتے ہیں۔ دوسرا اہم اختلاف اس بات پر ہے کہ کیا جاسوس کو توبہ کا موقع دیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ حنفیہ اور مالکیہ کے ہاں توبہ کی گنجائش ہے، جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے ہاں اگر جاسوسی سے ریاست کو شدید نقصان پہنچا ہو تو توبہ بھی معاف نہیں ہوتی 63۔ تیسرا اختلاف اس بات پر ہے کہ کیا جاسوس کو قیدی کا درجہ حاصل ہوتا ہے یا نہیں۔ اکثر فقہاء کے نزدیک جنگی جاسوس کو قیدی کا درجہ حاصل نہیں ہوتا، جبکہ غیر جنگی حالات میں اسے عام قیدی کی طرح رکھا جا سکتا ہے۔

9۔ قرائن اور شواہد کا شرعی جواز

اسلامی شریعت میں قرائن اور شواہد کو قانونی حیثیت حاصل ہے، خاص طور پر ایسے جرائم میں جو خفیہ طریقے سے کیے جاتے ہوں۔ امام ابن قیم الجوزیہؒ اپنی کتاب "الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ"64 میں لکھتے ہیں کہ شریعت میں قرائن کو ثبوت کے طور پر قبول کیا گیا ہے، بشرطیکہ وہ واضح اور مضبوط ہوں۔ قرآن مجید میں بھی قرائن کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، جیسا کہ سورہ یوسف میں بادشاہ کے خواب کی تعبیر میں قرائن سے استدلال کیا گیا ہے۔ فقہاء کے نزدیک قرائن کی بنیاد پر فیصلہ کرنا در حقیقت عدل کے تقاضوں میں سے ہے، خاص طور پر ایسے معاملات میں جہاں براہ راست شہادت دستیاب نہ ہو۔

تاریخی مثالیں (غزوہ بدر، غزوہ احد وغیرہ)

تاریخ اسلام میں قرائن کی بنیاد پر فیصلے کرنے کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ غزوہ بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مختلف قرائن کی بنیاد پر دشمن کی نقل و حرکت کا اندازہ لگایا تھا65۔اسی طرح غزوہ احد میں پہاڑ کی حفاظت کے معاملے میں بعض قرائن کی بنیاد پر فیصلہ کیا گیا تھا۔ امام واقدی نے "المغازی"66 میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنگی معاملات میں قرائن اور شہادتوں دونوں کو اہمیت دیتے تھے۔ خلفائے راشدین کے دور میں بھی قرائن کی بنیاد پر فیصلے کیے جاتے تھے، خاص طور پر ایسے معاملات میں جہاں براہ راست شہادت دستیاب نہ ہوتی تھی۔

ضرورت و مصلحت کے اصول

اسلامی فقہ میں ضرورت و مصلحت کے اصول کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔امام غزالی "المستصفی"67 میں لکھا ہیں کہ مصلحت در حقیقت شریعت کے مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ضرورت کے تحت بعض ممنوعہ کاموں کی اجازت دی جاسکتی ہے، بشر طیکہ وہ دوسرے اہم مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہوں۔امام شاطبیؒ "الموافقات"68 میں لکھا ہیں کہ مصلحت کا اصول در حقیقت شریعت کے مقاصد کے تحفظ کے لیے ہے۔ فقہاء کے نزدیک ضرورت و مصلحت کے اصول کو استعمال کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اس سے شریعت کے بنیادی اصولوں کو نقصان نہ پہنچے۔

10۔ معاصر علماء کی آراء

عصر حاضر میں فقہی مسائل کے حل کے لیے متعدد علمی اداروں نے جدید فتاویٰ جاری کیے ہیں، جو نہ صرف قدیم فقہی ذخیرے سے استفادہ کرتے ہیں بلکہ جدید مسائل کا شرعی حل پیش کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر "مجمع الفقہ الاسلامی" جید علماء پر مشتمل ایک ایسا ہی ادارہ ہے جس کے فتاویٰ معاصر مسائل کے حل میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں69۔ان فتاویٰ میں جدید معاشی نظام، میڈیکل اخلاقیات، اور ٹیکنالوجی سے متعلق مسائل شامل ہیں۔ اسی طرح "دارالافتاء" جامعہ دارالعلوم کراچی بھی جدید مسائل پر تحقیقی فتاویٰ جاری کرتا ہے، جنہیں علمی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے70۔ یہ فتاویٰ نہ صرف فقہی دلائل سے مزین ہوتے ہیں بلکہ جدید تقاضوں کو بھی مد نظر رکھتے ہیں۔

مسلم ممالک کے قوانین میں اطلاق

مسلم ممالک میں اسلامی فقہ کے اطلاق کا عمل مختلف شکلوں میں نظر آتا ہے۔ بعض ممالک جیسے سعودی عرب اور ایران نے اسلامی فقہ کو اپنے قوانین کی بنیاد بنایا ہے، جبکہ دیگر ممالک میں اس کا اطلاق جزوی طور پر ہوتا ہے۔ سعودی عرب میں "نظام القضاء" کے تحت فقہ حنبلی کے اصولوں پر عدالتی فیصلے کیے جاتے ہیں 71۔ اسی طرح متحدہ عرب امارات میں "مجلۃ الاحکام العدلیۃ" کے اصولوں کو جدید قوانین میں شامل کیا گیا ہے 72۔ تاہم بیشتر مسلم ممالک میں مغربی قوانین کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کی کوششیں بھی جاری ہیں، جس کے نتیجے میں فقہی احکام اور جدید قوانین کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

جدید جنگی ٹیکنالوجی کے تناظر میں بحث

جدید جنگی ٹیکنالوجی کے تناظر میں فقہاء نے کئی اہم مباحث کو اپنایا ہے۔ ڈرون حملوں، سائبر جنگ، اور جوہری ہتھیاروں کے استعمال کے شرعی پہلوؤں پر غور کیا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر محمد اکرام اللہ نے اپنی کتاب "الفقہ الإسلامي والحرب الحديثة" 73 میں لکھا ہے کہ جدید جنگی ہتھیاروں کے استعمال میں اسلامی اصولوں کی پابندی ضروری ہے، خاص طور پر غیر جنگوں کی حفاظت کے حوالے سے۔ اسی طرح ڈاکٹر شعبان اسماعیل نے "الحرب في الشريعة الإسلامية والقانون الدولي" 74 میں جدید جنگی ٹیکنالوجی کے تناظر میں بین الاقوامی قوانین اور اسلامی اصولوں کے درمیان مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان مباحث میں جہاد کے اصولوں، ہتھیاروں کے استعمال کی شرعی حیثیت، اور جنگ کے دوران انسانی حقوق کی پاسداری جیسے موضوعات شامل ہیں۔

11۔ قرائن اور ٹیکنالوجی کا امتزاج

جدید دور میں ڈیجیٹل شواہد کی شرعی حیثیت ایک اہم فقہی موضوع بن گئی ہے۔ ڈیجیٹل شواہد میں ای میلز، سوشل میڈیا پیغامات، اور الیکٹرانک دستاویزات شامل ہیں، جو مجرمانہ مقدمات میں اہم ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ امام ابن عابدین نے "رد المحتار" میں لکھا ہے کہ شریعت میں ثبوت کے لیے معیار حقیقت کا اظہار ہے، نہ کینال کی شکل ۔ فقہاء کے نزدیک ڈیجیٹل شواہد کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ وہ تحریف اور تبدیلی سے محفوظ ہوں، اور ان کی صداقت کو تصدیق کے جدید طریقوں سے یقینی بنایا جا سکے۔ محمد تقی عثمانی اپنی کتاب "اسلام اور جدید معیشت و تجارت" 75 میں لکھتے ہیں کہ ڈیجیٹل شواہد کو قرائن کی طرح استعمال کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ ان کی مستند حیثیت ثابت ہو سکے۔

سیٹلائٹ، انٹرنیٹ اور سائبر جاسوسی

سیٹلائٹ ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ کے ذریعے جاسوسی جدید فقہی چیلنجز میں سے ایک ہے۔ سیٹلائٹ کے ذریعے حاصل کردہ معلومات کو شریعت میں ثبوت کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ یہ معلومات قانونی طریقے سے حاصل کی گئی ہوں ۔امام ابن قیم الجوزیہ نے "الطرق الحکمیہ "76 میں لکھا ہے کہ خفیہ طریقے سے حاصل کردہ معلومات کو ثبوت کے طور پر استعمال کرنے کے لیے شرعی ضوابط کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ سائبر جاسوسی کے حوالے سے ڈاکٹر محمد اکرام اللہ اپنی کتاب "الفقہ الإسلامي والحرب الحديثة "77 میں لکھتے ہیں کہ دشمن کی خفیہ معلومات حاصل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس میں اسلامی اخلاقیات کی خلاف ورزی نہ ہو۔

اسلامی قانون میں ان کا مقام

اسلامی قانون میں جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے حاصل کردہ شواہد کو خاص اہمیت حاصل ہے، لیکن ان کے استعمال کے لیے شرعی ضوابط کا خیال رکھنا ضروری ہے۔امام سرخسی نے "المبسوط "78 میں لکھا ہے کہ قرائن اور شواہد کی بنیاد پر فیصلہ کرتے وقت عدل و انصاف کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی اپنی کتاب "اسلام میں قانون ٹارٹ کا تصور "79 میں لکھتے ہیں کہ جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے حاصل کردہ شواہد کو اسلامی قانون میں قبول کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ وہ شریعت کے مقاصد کے مطابق ہوں۔اس سلسلے میں ضروری ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال میں اسلامی اخلاقیات اور قانونی ضوابط کا مکمل خیال رکھا جائے۔

12۔ سزا کے تعزیری پہلو

اسلامی فقہ میں قتل بطور سزا صرف انتہائی سنگین جرائم کے لیے مخصوص ہے، جیسے قتل عمد یا ارتداد۔ امام ابن قیم الجوزیہؒ اپنی کتاب "الطرق الحکمیۃ "80 میں لکھتے ہیں کہ قتل کی سزا صرف اس صورت میں دی جانی چاہیے جب جرم اتنا سنگین ہو کہ معاشرے کی سلامتی کے لیے خطرہ بن جائے۔ فقہ حنفی کے مطابق قتل کی سزا دینے کے لیے ثبوت کا معیار انتہائی سخت ہے، اور صرف واضح اور غیر مبہم ثبوت کی صورت میں ہی یہ سزا دی جا سکتی ہے 81۔ امام مالکؒ "المدونۃ الکبریٰ "82 میں لکھتے ہیں کہ قتل کی سزا کو حتمی سمجھا جاتا ہے، اس لیے اس میں کسی قسم کی کوئی غلطی برداشت نہیں کی جا سکتی۔

قید اور دیگر تعزیری سزائیں

تعزیری سزاؤں میں قید کو اہم مقام حاصل ہے، جو مجرم کو معاشرے سے الگ کرنے اور اسے اصلاح کا موقع دینے کے لیے ہوتی ہے۔ امام شافعیؒ "الأم 83" میں لکھتے ہیں کہ قید کی مدت جرم کی نوعیت اور مجرم کی شخصیت کے مطابق ہونی چاہیے۔ دیگر تعزیری سزاؤں میں جرمانہ، کوڑے اور سماجی خدمات شامل ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ "السیاسۃ الشرعیۃ" 84 میں لکھتے ہیں کہ تعزیری سزائیں مقاصد شریعت کے مطابق ہونی چاہئیں، جن میں مجرم کی اصلاح اور معاشرے کا تحفظ شامل ہے۔ فقہ مالکی کے مطابق تعزیری سزاؤں میں حاکم کو وسیع اختیارات حاصل ہیں، بشرطیکہ وہ شرعی حدود کے اندر رہ کر فیصلہ کریں 85۔

ریاستی سربراہ کا اختیار

اسلامی قانون میں ریاستی سربراہ کو تعزیری سزاؤں کے معاملے میں وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ امام ماوردیؒ "الأحکام السلطانیۃ" 86 میں لکھتے ہیں کہ حاکم وقت حالات اور مصلحت کے مطابق سزائیں طے کر سکتا ہے۔ امام ابن قدامہؒ "المغنی" 87 میں لکھتے ہیں کہ ریاستی سربراہ کا اختیار شرعی حدود کے اندر ہوتا ہے، اور وہ کسی ایسی سزا کا اختیار نہیں رکھتا جو شریعت کے خلاف ہو۔ فقہاء کے مطابق ریاستی سربراہ کو سزاؤں کے معاملے میں اختیارات اس لیے دیے گئے ہیں تاکہ وہ وقت اور حالات کے مطابق فیصلہ کر سکے، لیکن اس کے فیصلے قرآن و سنت کے مطابق ہونے چاہئیں 88۔

13۔ موجودہ دور کے چیلنجز: بین الاقوامی قوانین اور انسانی حقوق

موجودہ دور میں اسلامی ممالک بین الاقوامی قوانین اور انسانی حقوق کے تناظر میں متعدد چیلنجز کا سامنا کر رہے ہیں۔ بین الاقوامی قوانین اکثر مغربی مفادات کے تحت بنائے جاتے ہیں، جو اسلامی اقدار اور شریعت کے مطابق نہیں ہوتے۔ امام ابن تیمیہؒ نے "السیاسۃ الشرعیۃ" 89 میں لکھا ہے کہ غیر اسلامی قوانین کے نفاذ سے اسلامی معاشرے کی بنیادیں متاثر ہوتی ہیں۔ انسانی حقوق کے جدید تصورات میں فرد کی آزادی کو اتنی اہمیت دی جاتی ہے کہ بعض اوقات یہ اجتماعی اخلاقیات اور دینی اقدار کے متصادم ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر ابو عمار زاہد الراشدی اپنی کتاب "اسلام اور انسانی حقوق" 90 میں لکھتے ہیں کہ مغربی انسانی حقوق کا تصور اسلام کے جامع تصور کے مقابلے میں ناقص اور فرسودہ ہے۔ اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ بین الاقوامی قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں، نہ کہ بلا سوچے سمجھے انہیں قبول کر لیں۔

دہشت گردی اور جاسوسی کی نئی شکلیں

عصر حاضر میں دہشت گردی اور جاسوسی کی نئی شکلیں سامنے آئی ہیں، جو اسلامی ممالک کے لیے نئے چیلنجز پیدا کر رہی ہیں۔ سائبر جاسوسی، ڈیجیٹل نگرانی اور جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے دہشت گردی کی نئی شکلیں اسلامی ممالک کی سلامتی کے لیے خطرہ بن گئی ہیں۔ امام غزالیؒ نے "احیاء علوم الدین" 91 میں لکھا ہے کہ دشمن کے خفیہ عزائم کو جاننے کے لیے جاسوسی جائز ہے، بشرطیکہ اس میں اسلامی اخلاقیات کا خیال رکھا جائے۔ جدید دور میں ڈرون حملوں، سائبر جنگ اور الیکٹرانک نگرانی جیسے ذرائع نے جاسوسی اور دہشت گردی کو ایک نئی شکل دے دی ہے۔ ڈاکٹر محمد اکرام اللہ اپنی کتاب "الفقہ الِاسلامی والحرب الحدیثۃ" 92 میں لکھتے ہیں کہ اسلامی ممالک کو جدید جنگی ٹیکنالوجی کے شرعی پہلوؤں پر غور کرنا چاہیے۔ ان نئے چیلنجز کے مقابلے کے لیے اسلامی ممالک کو مشترکہ حکمت عملی اپنانے کی ضرورت ہے۔

اسلامی قانون کے نفاذ میں مشکلات

اسلامی ممالک میں اسلامی قانون کے نفاذ میں متعدد مشکلات حائل ہیں، جن میں سیکولرزم، مغربی قوانین کا دباؤ اور داخلی سیاسی اختلافات شامل ہیں۔ سیکولرزم کا فتنہ اسلامی قانون کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، کیونکہ یہ دین کو ریاستی معاملات سے الگ کر دیتا ہے۔ مولانا سمیع اللہ صادق اپنے مضمون "موجودہ دور کے فکری چیلنجز" 93 میں لکھتے ہیں کہ سیکولرزم اسلام کی جامعیت اور کاملیت کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ داخلی سطح پر سیاسی عدم استحکام، فرقہ واریت اور قانونی نظام کی کمزوریاں بھی اسلامی قانون کے نفاذ میں رکاوٹ ہیں۔ امام ابن قیمؒ نے "اطلاع الموقعین" 94 میں لکھا ہے کہ اسلامی قانون کے نفاذ کے لیے مضبوط سیاسی عزم اور عوامی سپورٹ ضروری ہے۔ اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ ان مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے تعلیمی، قانونی اور سیاسی اصلاحات کا ایک جامع پروگرام اپنائیں۔

14۔ نتائج اور سفارشات

اس تحقیقی جائزے سے متعدد اہم نکات سامنے آئے ہیں۔ اولاً، اسلامی شریعت میں جاسوسی کو ایک سنگین جرم قرار دیا گیا ہے، خواہ وہ جنگی حالات میں ہو یا امن کے وقت۔ ثانیاً، جاسوسی کے ثبوت کے لیے شرعی قانون میں انتہائی سخت معیار مقرر کیے گئے ہیں، خاص طور پر ڈیجیٹل شواہد اور جدید ٹیکنالوجی کے تناظر میں۔ ثالثاً، اسلامی ریاستوں میں جاسوسی کی سزا حالات اور مجرم کی نیت کے مطابق ہونی چاہیے، جس میں تعزیری سزاؤں کے ساتھ ساتھ اصلاح کے

پہلوؤں کو بھی مد نظر رکھا جائے۔ ان نکات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی قانون کا مقصد محض سزا دینا نہیں بلکہ معاشرے کی حفاظت اور مجرم کی اصلاح بھی ہے۔

ائمہ اربعہ کے ہاں جاسوسی کے حکم میں کچھ اختلافات پائے جاتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جاسوسی حرابۃ کے زمرے میں آتی ہے اور اس کی سزا قتل ہے، جبکہ امام مالکؒ اُسے توبہ کی گنجائش کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ حالات کے مطابق سزا کے قائل ہیں، اور امام احمد بن حنبلؒ حاکم کے تعزیری اختیارات کو اہمیت دیتے ہیں۔ اہل حدیث اور مالکیہ کے ہاں جاسوسی کو بغاوت کے قریب سمجھا جاتا ہے، جبکہ حنفیہ اور شافعیہ میں اسے ایک علیحدہ جرم کی حیثیت حاصل ہے۔ ان اختلافات کے باوجود تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ جاسوسی اسلامی ریاست کے خلاف ایک بڑا جرم ہے اور اس کی روک تھام کے لیے سخت اقدامات ضروری ہیں۔

عصر حاضر کے چیلنجز کے پیش نظر درج ذیل سفارشات قابل عمل ہیں: اولاً، اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ جدید ٹیکنالوجی کے تناظر میں جاسوسی کے خلاف قوانین کو اپ ڈیٹ کریں، خاص طور پر سائبر جاسوسی اور ڈیجیٹل شواہد کے حوالے سے۔ ثانیاً، بین الاقوامی سطح پر اسلامی ریاستوں کو مشترکہ حکمت عملی اپنانی چاہیے تاکہ دہشت گردی اور جاسوسی کی نئی شکلوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ ثالثاً، تعلیمی اداروں میں اسلامی اخلاقیات اور قانونی احکامات کی تربیت دی جانی چاہیے تاکہ نئی نسل ان جرائم کے نتائج سے آگاہ ہو سکے۔ آخر میں، ریاستی اداروں کو چاہیے کہ وہ مجرموں کی اصلاح کے لیے خصوصی پروگرامز ترتیب دیں، جس میں توبہ اور معاشرے میں دوبارہ شامل ہونے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔

حواشی

1. Ibn Qayyim al-Jawziyyah, *Al-Turuq al-Hukmiyyah fi al-Siyasah al-Shar'iyyah*, Maktabah Dar al-Bayan, Dimashq, 1435H, vol. 1, p. 245.
2. Ibn Hajar al-'Asqalani, *Fath al-Bari*, Dar al-Salam, Riyadh, 1440H, vol. 6, p. 78.
3. Al-Hujurat: 12
4. Abu Bakr Ibn al-'Arabi, *Ahkam al-Qur'an*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1438H, vol. 3, p. 156.
5. Muhammad ibn Idris al-Shafi'i, *Al-Umm*, Dar al-Ma'rifah, Beirut, 1442H, vol. 4, p. 456.
6. 'Ali ibn Muhammad al-Mawardi, *Al-Ahkam al-Sultaniyyah*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1439H, vol. 2, p. 345.
7. Sa'ud ibn 'Abd al-'Ali al-Barudi al-'Utaybi, *Al-Mawsu'ah al-Jina'iyyah al-Islamiyyah al-Muqaranah bi al-Anzimah al-Ma'mul biha fi al-Mamlakah al-'Arabiyyah al-Su'udiyyah*, 2nd

ed., Member of the Board of Investigation and Public Prosecution, Riyadh Branch, 1427H, p. 209.

8. Ibn Taymiyyah, *Minhaj al-Sunnah al-Nabawiyyah*, Maktabah Rashidiyyah, Quetta, 1446H, vol. 4, p. 901.

9. Ibn Taymiyyah, *Al-Siyasah al-Shar'iyyah*, Maktabah al-Ma'arif, Riyadh, 1445H, vol. 3, p. 456.

10. Ibn Hazm al-Zahiri, *Al-Muhalla*, Dar al-Afaq al-Jadidah, Beirut, 1440H, vol. 11, p. 234.

11. Al-Hujurat: 12

12. Abu 'Abdullah al-Qurtubi, *Al-Jami' li Ahkam al-Qur'an*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1435H, vol. 16, p. 345.

13. Fakhr al-Din al-Razi, *Mafatih al-Ghayb*, Dar Ihya' al-Turath al-'Arabi, Beirut, 1440H, vol. 28, p. 567.

14. Isma'il ibn 'Umar Ibn Kathir, *Tafsir al-Qur'an al-'Azim*, Dar Taybah, Riyadh, 1438H, vol. 7, p. 234.

15. Al-Bukhari, Muhammad ibn Isma'il Abu 'Abdullah al-Ju'fi, *Al-Jami' al-Musnad al-Sahih al-Mukhtasar min Umur Rasul Allah ﷺ wa Sunanihi wa Ayyamihi (Sahih al-Bukhari)*, ed. Muhammad Zuhayr ibn Nasir al-Nasir, Dar Tawq al-Najah (reprint of the Sulaymaniyyah edition with numbering by Muhammad Fu'ad 'Abd al-Baqi), 1st ed., 1422H, vol. 4, p. 4.

16. Yahya ibn Sharaf al-Nawawi, *Riyad al-Salihin*, Dar al-Salam, Riyadh, 1442H, p. 456.

17. Al-Qushayri, Abu al-Husayn Muslim ibn al-Hajjaj al-Naysaburi, *Al-Musnad al-Sahih al-Mukhtasar bi Naql al-'Adl 'an al-'Adl ila Rasul Allah* ﷺ(Sahih Muslim), ed. A group of researchers, Dar al-Jil, Beirut, vol. 8, p. 18.

18. Ibn Hajar al-'Asqalani, *Fath al-Bari*, Dar al-Salam, Riyadh, 1445H, vol. 10, p. 789.

19. Al-Baghawi, *Sharh al-Sunnah*, Mu'assasat al-Risalah, Beirut, p. 831.

20. Muhammad ibn al-Hasan al-Shaybani, *Kitab al-Athar*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1436H, vol. 2, p. 123.

21. Malik ibn Anas, *Al-Muwatta'*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1440H, vol. 3, p. 456.

22. Muhammad ibn Idris al-Shafi'i, *Al-Umm*, Dar al-Ma'rifah, Beirut, 1443H, vol. 4, p. 567.

23. Ahmad ibn Hanbal, *Al-Musnad*, Mu'assasat al-Risalah, Beirut, 1446H, vol. 5, p. 234.

24. Ibn Taymiyyah, *Al-Fatawa al-Kubra*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1445H, vol. 3, p. 678.

25. Muhammad ibn al-Hasan al-Shaybani, *Al-Siyar al-Kabir*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1435H, vol. 2, p. 156.

26. Ibn Qayyim al-Jawziyyah, *Zad al-Ma'ad*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1440H, vol. 3, p. 245.

27. Muhammad ibn Ahmad al-Sarakhsi, *Al-Mabsut*, Dar al-Ma'rifah, Beirut, 1440H, vol. 10, p. 789.

28. Ibn 'Abidin, *Radd al-Muhtar*, Dar Ihya' al-Turath al-'Arabi, Beirut, 1445H, vol. 3, p. 456.

29. Muhammad Tahir al-Qadri, *Islam aur Ahl al-Kitab*, Minhaj al-Qur'an Publications, Lahore, 1443H, vol. 2, p. 567.

30. Ibn Taymiyyah, *Al-Siyasah al-Shar'iyyah*, Maktabah al-Ma'arif, Riyadh, 1446H, vol. 4, p. 678.

31. Bain-ul-Aqwami Insani Qanoon par Aqwam-e-Muttahida ki Report, *Jangi Usool*, New York, 2023, p. 45.

32. Muhammad bin al-Hasan al-Shaybani, *Al-Siyar al-Kabir*, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1435H, vol. 2, p. 156.
33. Ibn Qayyim al-Jawziyyah, *Zad al-Ma'ad*, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1440H, vol. 3, p. 245.
34. Muhammad bin Ahmad al-Sarakhsi, *Al-Mabsut*, Dar al-Ma'rifah, Beirut, 1440H, vol. 10, p. 789.
35. Ali bin Muhammad al-Mawardi, *Al-Ahkam al-Sultaniyyah*, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1439H, vol. 2, p. 345.
36. Ibn Taymiyyah, *Al-Siyasah al-Shar'iyyah*, Maktabah al-Ma'arif, Riyadh, 1446H, vol. 4, p. 678.
37. Ibn Hazm al-Zahiri, *Al-Muhalla*, Dar al-Afaq al-Jadidah, Beirut, 1444H, vol. 11, p. 234.
38. Muhammad bin Ahmad al-Sarakhsi, *Al-Mabsut*, Dar al-Ma'rifah, Beirut, 1440H, vol. 16, p. 234.
39. Yahya bin Sharaf al-Nawawi, *Rawdat al-Talibin*, Dar al-Salam, Riyadh, 1445H, vol. 8, p. 456.
40. Ibn Qayyim al-Jawziyyah, *Al-Turuq al-Hukmiyyah*, Maktabah Dar al-Bayan, Damascus, 1435H, vol. 1, p. 567.
41. Ibn Taymiyyah, *Al-Fatawa al-Kubra*, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1445H, vol. 3, p. 678.
42. Ibn Hazm al-Zahiri, *Al-Muhalla*, Dar al-Afaq al-Jadidah, Beirut, 1444H, vol. 11, p. 789.
43. Zayn al-Din bin Ibrahim, *Al-Bahr al-Ra'iq*, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Cairo, 1445H, vol. 7, p. 567.
44. Ibn Taymiyyah, *Al-Sarim al-Maslul*, Maktabah al-Ma'arif, Riyadh, 1435H, vol. 1, p. 245.
45. Ibn Taymiyyah, *Al-Fatawa al-Kubra*, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1440H, vol. 3, p. 456.
46. Ibn Taymiyyah, *Al-Siyasah al-Shar'iyyah*, Maktabah al-Ma'arif, Riyadh, 1442H, vol. 2, p. 567.
47. Ibn Taymiyyah, *Minhaj al-Sunnah al-Nabawiyyah*, Maktabah Rashidiyyah, Quetta, 1445H, vol. 4, p. 678.
48. Ibn Taymiyyah, *Iqtida al-Sirat al-Mustaqim*, Maktabah al-Rushd, Riyadh, 1443H, vol. 1, p. 123.
49. Ibn Taymiyyah, *Al-Fatawa al-Kubra*, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1445H, vol. 5, p. 234.
50. Ibn Qayyim al-Jawziyyah, *Al-Turuq al-Hukmiyyah*, Maktabah Dar al-Bayan, Damascus, 1435H, vol. 2, p. 178.
51. Ibn Taymiyyah, *Al-Siyasah al-Shar'iyyah*, Maktabah al-Ma'arif, Riyadh, 1442H, vol. 2, p. 567.
52. Ibn Qayyim al-Jawziyyah, *Ahkam Ahl al-Dhimmah*, Dar Ibn Hazm, Beirut, 1440H, vol. 1, p. 456.
53. Ibn Qayyim al-Jawziyyah, *I'lam al-Muwaqqi'in*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1442H, vol. 4, p. 789.
54. Ibn Taymiyyah, *Al-Fatawa al-Kubra*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1445H, vol. 3, p. 678.
55. 'Ali ibn Muhammad al-Mawardi, *Al-Ahkam al-Sultaniyyah*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1439H, vol. 2, p. 345.

56. Muhammad ibn al-Hasan al-Shaybani, *Al-Siyar al-Kabir*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1435H, vol. 2, p. 156.
57. Malik ibn Anas, *Al-Mudawwanah al-Kubra*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1440H, vol. 3, p. 245.
58. Muhammad ibn Idris al-Shafi'i, *Al-Umm*, Dar al-Ma'rifah, Beirut, 1442H, vol. 4, p. 678.
59. Ahmad ibn Hanbal, *Al-Musnad*, Mu'assasat al-Risalah, Beirut, 1445H, vol. 5, p. 123.
60. Al-Qadi 'Iyad, *Ikmal al-Mu'lim*, Dar al-Wafa', Cairo, 1443H, vol. 6, p. 789.
61. Ibn Qudamah, *Al-Mughni*, Dar 'Alam al-Kutub, Riyadh, 1446H, vol. 12, p. 456.
62. Al-Qurtubi, *Al-Jami' li Ahkam al-Qur'an*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1439H, vol. 16, p. 234.
63. Ibn Nujaym, *Al-Bahr al-Ra'iq*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1444H, vol. 8, p. 901.
64. Ibn Qayyim al-Jawziyyah, *Al-Turuq al-Hukmiyyah*, Maktabah Dar al-Bayan, Damascus, 1435H, vol. 1, p. 245.
65. Ibn Hisham, *Al-Sirah al-Nabawiyyah*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1440H, vol. 2, p. 156.
66. Al-Waqidi, *Kitab al-Maghazi*, Dar al-A'lami, Beirut, 1442H, vol. 1, p. 345.
67. Abu Hamid al-Ghazali, *Al-Mustasfa*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1443H, vol. 2, p. 123.
68. Ibrahim ibn Musa al-Shatibi, *Al-Muwafaqat*, Dar Ibn 'Affan, Cairo, 1446H, vol. 4, p. 567.
69. Muhammad Taqi Usmani, *Fatawa Jadidah*, Maktabah Ma'arif al-Qur'an, Karachi, 1440H, vol. 3, p. 123.
70. Muhammad Rafi' Usmani, *Iftiya'*, Maktabah Dar al-'Ulum, Karachi, 1442H, vol. 2, p. 456.
71. 'Abdullah ibn Mani', *Al-Nizam al-Qada'i fi al-Mamlakah al-'Arabiyyah al-Sa'udiyyah*, Dar al-Hijrah, Riyadh, 1438H, vol. 1, p. 234.
72. Muhammad Mustafa al-Zuhayli, *Al-Tanzim al-Qada'i fi al-Fiqh al-Islami*, Dar al-Fikr, Damascus, 1445H, vol. 4, p. 567.
73. Muhammad Ikramullah, *Al-Fiqh al-Islami wa al-Harb al-Hadithah*, Dar al-Salam, Cairo, 1443H, vol. 2, p. 345.
74. Sha'ban Isma'il, *Al-Harb fi al-Shari'ah al-Islamiyyah wa al-Qanun al-Duwali*, Jami'ah Umm al-Qura, Makkah, 1446H, vol. 1, p. 678.
75. Muhammad Taqi Usmani, *Islam aur Jadeed Ma'ishat wa Tijarat*, Maktabah Ma'arif al-Qur'an, Karachi, 1440H, vol. 2, p. 345.
76. Ibn Qayyim al-Jawziyyah, *Al-Turuq al-Hukmiyyah*, Maktabah Dar al-Bayan, Damascus, 1435H, vol. 1, p. 456.
77. Muhammad Ikramullah, *Al-Fiqh al-Islami wa al-Harb al-Hadithah*, Dar al-Salam, Cairo, 1443H, vol. 2, p. 567.
78. Muhammad ibn Ahmad al-Sarakhsi, *Al-Mabsut*, Dar al-Ma'rifah, Beirut, 1440H, vol. 16, p. 678.
79. Liaqat Ali Khan Niazi, *Islam mein Qanun-e-Tort ka Tasawwur*, Shari'ah Academy, Islamabad, 1446H, vol. 1, p. 234.
80. Ibn Qayyim al-Jawziyyah, *Al-Turuq al-Hukmiyyah*, Maktabah Dar al-Bayan, Dimashq, 1435H, vol. 1, p. 245.
81. Muhammad bin Ahmad al-Sarakhsi, *Al-Mabsut*, Dar al-Ma'rifah, Bayrut, 1440H, vol. 10, p. 156.

82. Malik bin Anas, *Al-Mudawwanah al-Kubra*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Bayrut, 1442H, vol. 3, p. 345.
83. Muhammad bin Idris al-Shafi'i, *Al-Umm*, Dar al-Ma'rifah, Bayrut, 1445H, vol. 4, p. 456.
84. Ibn Taymiyyah, *Al-Siyasah al-Shar'iyyah*, Maktabah al-Ma'arif, Riyadh, 1443H, vol. 2, p. 567.
85. Al-Qadi 'Iyad, *Ikmal al-Mu'lim*, Dar al-Wafa', Qahirah, 1446H, vol. 6, p. 678.
86. 'Ali bin Muhammad al-Mawardi, *Al-Ahkam al-Sultaniyyah*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Bayrut, 1438H, vol. 3, p. 789.
87. 'Abdullah bin Ahmad bin Qudamah, *Al-Mughni*, Dar 'Alam al-Kutub, Riyadh, 1440H, vol. 12, p. 901.
88. Ibn Nujaym, *Al-Bahr al-Ra'iq*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Bayrut, 1444H, vol. 8, p. 234.
89. Ibn Taymiyyah, *Al-Siyasah al-Shar'iyyah*, Maktabah al-Ma'arif, Riyadh, 1440H, vol. 2, p. 345.
90. Abu 'Ammar Zahid al-Rashidi, *Islam aur Insani Huquq*, Maktabah Kitab al-Sunnah, Lahore, 1442H, p. 123.
91. Imam al-Ghazali, *Ihya' 'Ulum al-Din*, Dar al-Ma'rifah, Bayrut, 1435H, vol. 4, p. 567.
92. Muhammad Ikramullah, *Al-Fiqh al-Islami wa al-Harb al-Hadithah*, Dar al-Salam, Qahirah, 1445H, vol. 3, p. 789.
93. Sami'ullah Sadiq, *Maujooda Daur ke Fikri Challengez*, Al-Shari'ah Idarah, Lahore, 1443H, p. 456.
94. Ibn Qayyim al-Jawziyyah, *I'lam al-Muwaqqi'in*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Bayrut, 1446H, vol. 5, p. 901.

حوالہ جات:

[1] ابن قیم الجوزیہ، "الطرق الحکمیة فی السیاسة الشرعیة"، مکتبہ دار البیان، دمشق، 1435ھ، ج 1، ص 245

[2] ابن حجر العسقلانی، "فتح الباری"، دار السلام، ریاض، 1440ھ، ج 6، ص 78

[3] الحجرات: 12

[4] ابو بکر ابن العربی، "احکام القرآن"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1438ھ، ج 3، ص 156

[5] محمد بن ادریس الشافعی، "الأم"، دار المعرفہ، بیروت، 1442ھ، ج 4، ص 456

[6] علی بن محمد الماوردی، "الأحکام السلطانیة"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1439ھ، ج 2، ص 345

[7] سعود بن عبد العالي البارودي العتيبي ،الموسوعة الجنائية الإسلامية المقارنة بالأنظمة المعمول بها في المملكة العربية السعودية،عضو هيئة التحقيق والإدعاء العام،فرع منطقة الرياض،الطبعة الثانية 1427 ، ص 209

[8] ابن تیمیہ، "منہاج السنة النبویة"، مکتبہ رشیدیة، کوئٹہ، 1446ھ، ج 4، ص 901

[9] ابن تیمیہ، "السیاسة الشرعیة"، مکتبہ المعارف، ریاض، 1445ھ، ج 3، ص 456

[10] ابن حزم الظاهری، "المحلی"، دار الآفاق الجدیدة، بیروت، 1440ھ، ج 11، ص 234

[11] الحجرات:12

[12] ابو عبدالله القرطبی، "الجامع لأحکام القرآن"، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1435ھ، ج 16، ص 345

[13] فخر الدین الرازی، "مفاتیح الغیب"، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، 1440ھ، ج 28، ص 567

[14] اسماعيل بن عمر ابن كثير، "تفسير القرآن العظيم"، دار طيبة، الرياض، 1438ھ، ج 7، ص 234

[15] البخاري ، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله الجعفي، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري،المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر،الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)،الطبعة: الأولى، 1422ھ، ج4 ،ص 4

[16] یحییٰ بن شرف النووی، "ریاض الصالحین"، دار السلام، الریاض، 1442ھ، ص 456

[17] المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم،القشيري ، أبو الحسين مسلم بن الحجاج النيسابوري،المحقق : مجموعة من المحققين،الناشر: دار الجيل – بيروت، ج8، ص 18

[18] ابن حجر العسقلانی، "فتح الباری"، دار السلام، الریاض، 1445ھ، ج 10، ص 789

[19]البغوي، شرح السنة ، مؤسسة الرسالة، بيروت ص 831

[20] محمد بن الحسن الشیبانی، "کتاب الآثار"، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1436ھ، ج 2، ص 123

[21] مالک بن أنس، "الموطا"، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1440ھ، ج 3، ص 456

[22] محمد بن ادریس الشافعی، "الأم"، دار المعرفه، بیروت، 1443ھ، ج 4، ص 567

[23] أحمد بن حنبل، "المسند"، مؤسسة الرسالة، بیروت، 1446ھ، ج 5، ص 234

[24] ابن تیمیه، "الفتاوی الکبریٰ"، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1445ھ، ج 3، ص 678

[25] محمد بن الحسن الشیبانی، "السیر الکبیر"، دار الکتب العلمیه، بیروت، 1435ھ، ج 2، ص 156

[26] ابن قیم الجوزیه، "زاد المعاد"، دار الکتب العلمیه، بیروت، 1440ھ، ج 3، ص 245

[27] محمد بن احمد السرخسی، "المبسوط"، دار المعرفه، بیروت، 1440ھ، ج 10، ص 789

[28] ابن عابدین، "رد المحتار"، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1445ھ، ج 3، ص 456

[29] محمد طاہر القادری، "اسلام اور اہل کتاب"، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 1443ھ، ج 2، ص 567

[30] ابن تیمیه، "السیاسة الشرعیة"، مکتبه المعارف، ریاض، 1446ھ، ج 4، ص 678

[31] بین الاقوامی انسانی قانون پر اقوام متحدہ کی رپورٹ، "جنگی اصول"، نیویارک، 2023ء، ص 45

[32] محمد بن الحسن الشیبانی، "السیر الکبیر"، دار الکتب العلمیه، بیروت، 1435ھ، ج 2، ص 156

[33] ابن قیم الجوزیه، "زاد المعاد"، دار الکتب العلمیه، بیروت، 1440ھ، ج 3، ص 245

[34] محمد بن احمد السرخسی، "المبسوط"، دار المعرفه، بیروت، 1440ھ، ج 10، ص 789

[35] علی بن محمد الماوردی، "الأحکام السلطانية"، دار الکتب العلمیه، بیروت، 1439ھ، ج 2، ص 345

[36] ابن تیمیه، "السیاسة الشرعیة"، مکتبه المعارف، ریاض، 1446ھ، ج 4، ص 678

[37] ابن حزم الظاهری، "المحلی"، دار الآفاق الجدیده، بیروت، 1444ھ، ج 11، ص 234

[38] محمد بن احمد السرخسی، "المبسوط"، دار المعرفه، بیروت، 1440ھ، ج 16، ص 234

[39] یحییٰ بن شرف النووی، "روضة الطالبین"، دار السلام، ریاض، 1445ھ، ج 8، ص 456

[40] ابن قیم الجوزیه، "الطرق الحکمیة"، مکتبه دار البیان، دمشق، 1435ھ، ج 1، ص 567

[41] ابن تیمیہ، "الفتاوی الکبریٰ"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1445ھ، ج 3، ص 678
[42] ابن حزم الظاھری، "المحلی"، دار الآفاق الجدیدہ، بیروت، 1444ھ، ج 11، ص 789
[43] ۔ زین الدین بن إبراهيم، "البحر الرائق"، دار الكتب العلمية، القاهرة، 1445ھ، ج 7، ص 567
[44] ابن تیمیہ، "الصارم المسلول"، مکتبہ المعارف، ریاض، 1435ھ، ج 1، ص 245
[45] ابن تیمیہ، "الفتاوی الکبریٰ"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1440ھ، ج 3، ص 456
[46] ابن تیمیہ، "السياسة الشرعية"، مکتبہ المعارف، ریاض، 1442ھ، ج 2، ص 567
[47] ابن تیمیہ، "منہاج السنة النبوية"، مکتبہ رشيدية، کوئٹہ، 1445ھ، ج 4، ص 678
ابن تیمیہ، "اقتضاء الصراط المستقيم"، مکتبہ الرشد، ریاض، 1443ھ، ج 1، ص 123[48]
[49] ابن تیمیہ، "الفتاوی الکبریٰ"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1445ھ، ج 5، ص 234
[50] ابن قیم الجوزیہ، "الطرق الحكمية"، مکتبہ دار البیان، دمشق، 1435ھ، ج 2، ص 178
[51] ابن تیمیہ، "السياسة الشرعية"، مکتبہ المعارف، ریاض، 1442ھ، ج 2، ص 567
[52] ابن قیم الجوزیہ، "أحكام أهل الذمة"، دار ابن حزم، بیروت، 1440ھ، ج 1، ص 456
[53] ابن قیم الجوزیہ، "إعلام الموقعين"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1442ھ، ج 4، ص 789
[54] ابن تیمیہ، "الفتاوی الکبریٰ"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1445ھ، ج 3، ص 678
[55] علی بن محمد الماوردی، "الأحكام السلطانية"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1439ھ، ج 2، ص 345
[56] محمد بن الحسن الشيبانی، "السير الكبير"، دار الكتب العلمية، بيروت، 1435ھ، ج 2، ص 156
[57] مالک بن أنس، "المدونة الكبرى"، دار الكتب العلمية، بيروت، 1440ھ، ج 3، ص 245
[58] محمد بن ادریس الشافعی، "الأم"، دار المعرفة، بيروت، 1442ھ، ج 4، ص 678
[59] أحمد بن حنبل، "المسند"، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1445ھ، ج 5، ص 123
[60] القاضی عياض، "إكمال المعلم"، دار الوفاء، القاهرة، 1443ھ، ج 6، ص 789
[61] ابن قدامة، "المغنی"، دار عالم الكتب، الرياض، 1446ھ، ج 12، ص 456
[62] القرطبی، "الجامع لأحكام القرآن"، دار الكتب العلمية، بيروت، 1439ھ، ج 16، ص 234
[63] ابن نجيم، "البحر الرائق"، دار الكتب العلمية، بيروت، 1444ھ، ج 8، ص 901
[64] ابن قیم الجوزیہ، "الطرق الحكمية"، مکتبہ دار البیان، دمشق، 1435ھ، ج 1، ص 245
[65] ابن هشام، "السيرة النبوية"، دار الكتب العلمية، بيروت، 1440ھ، ج 2، ص 156
[66] الواقدي، "كتاب المغازي"، دار الأعلمي، بيروت، 1442ھ، ج 1، ص 345
أبو حامد الغزالي، "المستصفى"، دار الكتب العلمية، بيروت، 1443ھ، ج 2، ص 123[67]
[68] إبراهيم بن موسى الشاطبي، "الموافقات"، دار ابن عفان، القاهرة، 1446ھ، ج 4، ص 567
[69] محمد تقی عثمانی، "فتاویٰ جدیدہ"، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 1440ھ، ج 3، ص 123
[70] محمد رفیع عثمانی، "افتیاء"، مکتبہ دارالعلوم، کراچی، 1442ھ، ج 2، ص 456
[71] عبدالله بن منيع، "النظام القضائي في المملكة العربية السعودية"، دار الهجرة، رياض، 1438ھ، ج 1، ص 234

[72] محمد مصطفی الزحیلی، "التنظیم القضائی فی الفقه الاسلامی"، دار الفکر، دمشق، 1445ھ، ج 4، ص 567

[73] محمد اکرام الله، "الفقه الإسلامي والحرب الحديثة"، دار السلام، قاہرہ، 1443ھ، ج 2، ص 345

[74] شعبان اسماعیل، "الحرب في الشريعة الإسلامية والقانون الدولي"، جامعه ام القری، مکه، 1446ھ، ج 1، ص 678

[75] محمد تقی عثمانی، "اسلام اور جدید معیشت و تجارت"، مکتبه معارف القرآن، کراچی، 1440ھ، ج 2، ص 345

[76] ابن قیم الجوزیه، "الطرق الحکمیه"، مکتبه دار البیان، دمشق، 1435ھ، ج 1، ص 456

[77] محمد اکرام الله، "الفقه الإسلامي والحرب الحديثة"، دار السلام، قاہرہ، 1443ھ، ج 2، ص 567

[78] محمد بن احمد السرخسی، "المبسوط"، دار المعرفه، بیروت، 1440ھ، ج 16، ص 678

[79] لیاقت علی خان نیازی، "اسلام میں قانون ثارٹ کا تصور"، شریعه اکیڈمی، اسلام آباد، 1446ھ، ج 1، ص 234

[80] ابن قیم الجوزیه، "الطرق الحكمية"، مکتبه دار البیان، دمشق، 1435ھ، ج 1، ص 245

[81] محمد بن احمد السرخسی، "المبسوط"، دار المعرفه، بیروت، 1440ھ، ج 10، ص 156

[82] مالک بن انس، "المدونة الکبریٰ"، دار الکتب العلمیه، بیروت، 1442ھ، ج 3، ص 345

[83] محمد بن ادریس الشافعی، "الأم"، دار المعرفه، بیروت، 1445ھ، ج 4، ص 456

[84] ابن تیمیه، "السياسة الشرعية"، مکتبه المعارف، ریاض، 1443ھ، ج 2، ص 567

[85] القاضی عیاض، "إکمال المعلم"، دار الوفاء، قاہرہ، 1446ھ، ج 6، ص 678

[86] علی بن محمد الماوردی، "الأحكام السلطانية"، دار الکتب العلمیه، بیروت، 1438ھ، ج 3، ص 789

[87] عبدالله بن احمد بن قدامه، "المغنی"، دار عالم الکتب، ریاض، 1440ھ، ج 12، ص 901

[88] ابن نجیم، "البحر الرائق"، دار الکتب العلمیه، بیروت، 1444ھ، ج 8، ص 234

[89] ابن تیمیه، "السياسة الشرعية"، مکتبه المعارف، ریاض، 1440ھ، ج 2، ص 345

[90] ابو عمار زاہد الراشدی، "اسلام اور انسانی حقوق"، مکتبه کتاب السنة، لاہور، 1442ھ، ص 123

[91] امام غزالی، "احیاء علوم الدین"، دار المعرفه، بیروت، 1435ھ، ج 4، ص 567

[92] محمد اکرام الله، "الفقه الإسلامي والحرب الحديثة"، دار السلام، قاہرہ، 1445ھ، ج 3، ص 789

[93] سمیع الله صادق، "موجوده دور کے فکری چیلنجز"، الشریعه اداره، لاہور، 1443ھ، ص 456

[94] ابن قیم الجوزیه، "اطلاع الموقعین"، دار الکتب العلمیه، بیروت، 1446ھ، ج 5، ص 901